قائداعظم کا تصوّر اسلام اور پاکستان

Quaid-i-Azam's Vision of Islam and Pakistan

وحید اللہ خان*

امیر نواز مروت**

Abstract

The creator of Pakistan, Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, was inclined towards Islam. He founded an independent Islamic state for the Muslims of India, where they could live according to the teachings of Quran and Sunnah and develop their own culture and religious rites. He favoured an Islamic constitution for the country based on the Islamic principles of equality, justice, brotherhood, and protection of rights for all communities irrespective of religion, belief, cast and creed. In the struggle of Pakistan movement, Jinnah was deeply motivated by Islam. Without the vision of an Islamic state as an inspiring stimulant, and intense religious fervour on the part of the Muslim masses, Jinnah could not have achieved Pakistan. But since the independence of Pakistan, there is a reparable perplexity in the minds of people in general and Jinnah's opposition in particluar, that Jinnah was a secular and western educated person who had no knowledge of Islam and that he wanted a secular state. This mental agony has now become a controversy among the people of our own

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، مطالعہء پاکستان، گورنمنٹ کالج آف مینجمنٹ سائنسز، تالاش، ضلع لوئر دیر، و پی ایچ ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری اینڈ پاکستان سٹڈیز، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، مطالعہء پاکستان، گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج، پشاور، و پی ایچ ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری اینڈ پاکستان سٹڈیز، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔

country. This research paper is an attempt to show the Quaid-i-Azam's perception of Islam, and Pakistan in the light of his speeches, statements and massages which he gave to the nation on different political, social and religious occasions and to highlight his altruistic services which he rendered to the cause of Muslim India and Pakistan. The main purpose of this research article is to apprise the public with the ideals Jinnah stood for and also to prevent the spread of erroneous notions about him.

مسلمانانِ ہند کو ہندو اور فرنگیوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے جن اکابرین اورعظیم شخصیات کاذکر ملتا ہے اُ ن میں بابائے قوم اور بانیء پاکستان قا ئداعظم محمد علی جناح کو نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔قا ئداعظم محمد علی جناح نے ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی میں جناح پونجا اورمٹھی بائی کے گھر آنکھ کھو لی۔ابتدائی تعلیم کراچی اور بمبئی میں حاصل کرنے کے بعد ۱۸۹۲ء کو انگلستان چلے گئے، جہاں چارسال گزارنے کے بعد وکالت کی ڈگری حاصل کرکے ہندوستان واپس آگئے اور بمبئی میں وکالت کا پیشہ اختیار کر لیا۔ ۱۹۰۶ء میں کانگریس کے پلیٹ فارم سے سیاست میں قدم رکھا۔[1] کانگرس پارٹی کے رکن ہونے کے باوجود مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کی۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔[2] ۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۰ء تک وہ دونوں پارٹیوں کے رکن رہے۔ اس دور میں جناح اپنے آپ کو مسلمان کی بجائے ہندوستانی پکارتے تھے۔[3] ہندو مسلم اتحاد کے لئے اس قدر خدمات انجام دیں کہ ہندومسلم اتحاد کے سفیر کے خطاب سے نوازا گیا۔[4] معاہدہ لکھنؤ ۱۹۱۶ء کے تحت کانگریس اورمسلم لیگ کو ایک میز پر بٹھایا اور کانگریس سے مسلمانوں کے حقوق اور مفادات منوائے۔جناح کی شخصیت میں ایسی نمایاں خصوصیات رونما ہونے لگیں کہ مانٹیگو جب نومبر ۱۹۱۷ء میں وزیر ہند کی حیثیت سے ہندوستان آئے تو وہ جناح سے کافی متاثر ہوئے اور اپنی ڈائری میں لکھا کہ جناح ایک ہوشیار انسان ہے اور یہ انتہائی ظلم کی بات ہوگی اگر ایسے انسان کو اپنی ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کا موقع نہ دیا جائے۔[5] جناح نے آغاز ہی سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو حکومت خوداختیاری کے اصول پر متحد کرنے کی کوشش کی۔

۱۹۲۰ء میں انھوں نے کانگریس سے استعفیٰ بھی دیا مگرپھر بھی وہ ہندومسلم اتحاد کے بھر پور حامی تھے، مگر جب ۱۹۲۸ء میں نہرو کمیٹی کی رپورٹ سامنے آ ئی جس نے معاہدہ لکھنو کے نکات کو مسترد کر دیا تو جناح جو ہندومسلم اتحاد کے سفیر تھے، یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آج کے بعد ہمارے اور ہندووں کے راستے الگ الگ ہیں۔نہرورپورٹ کو دندان شکن جواب دینے کے لیے اپنی سیاسی بصیرت اور دانشمندی سے آپ نے مارچ ۱۹۲۹ء کواپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔٦

جب جناح کو ہندوستان کے سیاسی میدان میں ہندومسلم اتحاد کی کوئی امید بھی باقی نہیں رہی تو انھوں نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے لندن کے سیاسی میدان کا انتخاب کیا اور فوراً انگلستان کے وزیراعظم ریمزے میکڈونلڈ کو خط لکھا جس میں ہندوستانی نمائندوں پر مشتمل ایک کانفرنس لندن میں بلانے کا مشورے دیا تاکہ ہندوستان کے مسئلے کا کوئی حل نکالا جا سکے۔٧ اس کانفرنس کے تین اجلاس (۱۹۳۰تا ۱۹۳۲) لندن میں منعقد ہوئے۔ اکتوبر۱۹۳۰ء کو جنا ح گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے لندن چلے گئے۔ انہوں نے پہلی دو کانفرنسوں میں شرکت کی لیکن جب ان کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہ ہوا تو آپ نے لندن میں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہندوستانی مسلمان آپ کی غیر موجودگی میں منتشر اور غیرمتحد نظر آنے لگے۔ آل انڈیا مسلم لیگ ایک غیر فعال اور غیرمنظّم جماعت بن گئی۔ جب جناح کی ولولہ انگیز اور پر عزم قیادت کی شدت سے ضرورت محسوس ہونے لگی تو لیاقت علی خان اورمسلم قوم کے دیگر خیر خواہوں نے ان سے درخواست کی کہ مسلمانان ہند کو آپ کی اشد ضرورت ہے، لہٰذا آپ کو واپس ہندوستان آنا چاہیے، آپ نے مسلمانان ہند کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے ہندوستان واپس آنے کا فیصلہ کیا اور اپریل ۱۹۳۴ء کو ہندوستان لوٹ آئے۔٨ ہندوستان کے سیاسی منظر نامے پر ایک بار پھرنظر آنا کیا تھا کہ پھر مسلم لیگ کی سیاست میں بہت تیزی سے تبدیلی آنے لگی ۔آپ نے مسلمانوں کو متحد کیا۔مسلم لیگ کو منظّم فعال اور عوامی جماعت بنانے کاتہیہ کر لیا۔٩ جناح نے عوام کی نظر میں اتنی عزت و قار حاصل کیا کہ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ پٹنہ میں ان کو

قائداعظم کا خطاب دیا گیا۱۰۔ یہ وہ دور تھا جب قومی شاعر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو جناح کو خط لکھا اور ان کی بے لوث مسلم قیادت کی تعریف کی۔۱۱

قیام پاکستان مذہبی،معاشرتی،ثقافتی اور سیاسی محرکات اور عوامل کا باعث تھا۔یہ سچ ہے کہ جناح نے قیام پاکستان میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کیا لیکن اس بات سے بھی انکارنہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانان ہند کیلئے ایک اسلامی ریاست کا قیام مذہبی جوش و جذبے کے بغیر ناممکن تھا۔۱۳ یہ دینی جذبہ تھا جس نے جناح کی ان تھک کوششوں کو آگ کے شعلے کی طرح بھڑکا دیا۔ انہوں نے مسلمانان ہند میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے لئے مسلم قومیت کے جذبے کو جلا بخشی۔۱۴ قائداعظم محمد علی جناح نے تحریک پاکستان سے قبل اور بعد میں جتنی بھی تقاریر کیں ان کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کا عمیق مطالعہ کیا تھا۔ وہ ایک اسلامی جمہوری ریاست کے قیام کے خواہ ہاں تھے۔۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام اور اسکے تصوّر نے ہمیں جمہوریت سکھائی ہے۔ اسلام ہر ایک کے ساتھ برابری ،انصاف اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ لہذا پاکستان کا آئین قرآن و سنت کی روشنی میں تیار کرنا ہو گا۔۱۵

قائداعظم کو پکا یقین تھا کہ پاکستان کا آئین جمہوری طرز کا ہوگا جو اسلام کے بنیادی اصولوں یعنی جمہوریت،برابری، انصاف اور مساوات پر مبنی ہو گا۔ہندوستان کے مسلمان ایک ایسی ریاست چاہتے تھے جہاں وہ اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرسکیں کیونکہ مسلمان قوم مذہب ،ثقافت ،رسم و رواج، تاریخ اور زبان کے لحاظ سے ہندو قوم سے مکمل طور پر مختلف تھی۔وہ نہ تو آپس میں شادیاں کرسکتے تھے اور نہ ہی مل کر کھانا کھا سکتے تھے۔مسلمان اقلیت میں تھے اور ہندو اکثریت میں اس لئے اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے انھوں نے جناح جیسے عظیم قائد کی قیادت قبول کی۔ اگر قائداعظم اسلامی ریاست کے بنانے کے حق میں نہ ہوئے تو مسلمان کبھی بھی ان کا ساتھ نہ دیتے۔

قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے والے گنے چنے مخالفین کا کہنا ہے کہ قائداعظم نہ تو

اسلام کے بارے میں گہرا علم رکھتے تھے اور نہ ہی اسلامی ذہن کے مالک تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناح ایک سیکولر ذہنیت کے مغرب زدہ شخص تھے۔ ان کے خلاف سیکولر ہونے کا پروپیگنڈا اس وقت سے جاری ہے جب وہ تحریک آزادی کے روح رواں تھے۔اس وقت قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے کی کوشش اس لئے کی جارہی تھی تاکہ مسلمانوں کو محمد علی جناح سے متنفر کیا جائے اور علیحدہ مملکت کے قیام کے خواب کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چکنا چور کر دیا جائے۔ لیکن یہ لوگ جو کانگریس کے اشاروں پر کام کرتے تھے، کبھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوئے۔۱۶ یہ سچ ہے کہ جناح ایک عام مسلمان تھے اور مذہبی لیڈر نہیں تھے۔ اسکا اعتراف انہوں نے خود بھی کیا ہے کہ وہ کوئی عالم، مولانا یا مولوی نہیں ہیں۔۱۷ یہاں تک کہ جب پٹنہ میں مسلم لیگ کے اجلاس کی اختتامی رسم کے موقع پر کسی شخص نے یہ نعرہ لگادیا کہ مولانا محمد علی جناح زندہ باد، تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کرکے انہیں ایسے نعرے لگانے سے منع فرمایا اورکہا 'نہیں بابا ہم مولانا نہیں' ہم مسٹر جناح ہیں۔۱۸

لیکن یہ حقائق سے روگردانی ہوگی اگر ان باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ قائداعظم اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ تھے ۔اسلام سے قائداعظم کی محبت،برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات اور پاکستان کے لئے ان کے تصوّر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی زندگی کے چند اہم پہلوؤں کا مطالعہ کیا جا ئے۔خاندانی لحاظ سے قائداعظم ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔۱۹ عیسا ئیت کے تعلیمی نظام سے بچنے کے لئے سندھ مدرسۃ الاسلام میں تعلیم حاصل کی۔انگلستان کے لنکنز ان کو اپنی وکالت کے لئے درس گاہ کے طور پر اس لئے منتخب کیا تھا کہ یہاں دنیا کے عظیم ترین نظام قانون دینے والوں کی فہرست میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سرفہرست شامل تھا۔ ۱۹۱۸ء میں قائداعظم نے رتن بائی سے شادی کی۔ شادی سے تین دن قبل وہ اسلام قبول کر چکی تھی اور اس کا نام مریم رکھ دیا گیا۔۲۰ اس جوڑی سے دینا (Deena) جیسی چہیتی بیٹی پیدا ہوئی۔ لیکن قائداعظم نے اس کے ساتھ باپ بیٹی کا عظیم رشتہ منقطع کیا جب اس نے ایک پارسی عیسا ئی نوجوان نیوائل واڈیا سے شادی کا فیصلہ کیا۔ قائداعظم نے اپنی بیٹی سے

رشتہ اسلام کی خا طرتوڑ دیا۔اس کا مطلب ہے کہ اسلام میں رشتے خون سے نہیں بلکہ مذہب سے بنتے ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے ایمپریئل لجسلیٹو کونسل میں اوقاف سے متعلق بل ہو یا مسلم لیگ کی آئین میں ترمیم کا مسئلہ ہو یا مسلمانوں کے لئے جداگانہ طریق انتخاب کا مطالبہ ہو؛ قائداعظم نے ان مسائل کے حل کے لئے بھر پور کوشش کی۔مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنو ۱۹۱۶ء کو اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا: دنیا میں مسلمانوں سے بڑھ کر کو ئی بھی قوم جمہوریت پسند نہیں،جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری روایات رکھتے ہیں۔ ۲۱

۱۹۲۰ء میں کانگریس سے استعفٰی دینے کے بعد مسلم لیگ کو ایک مضبوط اور مستحکم تنظیم بنانے کے لئے کوشش تیز کردیں۔جب قائداعظم انگلستان سے واپس ہندوستان تشریف لائے تو مسلم لیگ کی تنظیم نو اور مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں بروز جمعہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے واپس آیا ہوں۔ اس کے بغیر میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۲۲ قائداعظم کو مسلمان ہونے پر فخر تھا۔اگست ۱۹۳۹ء کو انھوں نے فرمایاکہ میں مسلمان پیدا ہوا ہوں۔میں مسلمان ہوں اور مسلمان مروں گا۔۲۳ بحثیت وکیل اور سیاست دان،انھوں نے مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کی تائید کی۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے نتیجے میں جب کانگرسی وزارتیں وجود میں آ گئیں تو نہرو نے متکبرانہ بیان دیتے ہوئے مسلمان قوم کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت ہندوستان میں دو طاقتیں ہیں، ایک انگریز اور دوسری ہندو قوم۔۲۴ جناح نے جواب دیا کہ ایک تیسر ی طا قت بھی ہے اور وہ طاقت مسلمان ہیں ۲۵۔ کانگریس نے حکو مت سازی میں مسلم لیگ کو یکسر نظرانداز کر دیا تو جناح نے مسلمانوں کو منظّم، مستحکم اور متحد رہنے کا درس دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی بڑی چیز اور قومی زندگی میں ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کے لئے تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں اور بڑی سے بڑی قربانی دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔۲۶

یہ قائداعظم کی کرشماتی ،بے لوث اورمخلص قیادت کا نتیجہ تھا کہ دنیا کے نقشے پر ایک اسلامی ریاست کا ظہور ہوا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد کیا تھا؟ اسلام اور پاکستان پر قائداعظم کے نظریات اور تصوّرات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تقاریر و تحریروں کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ قائداعظم فرقہ واریت کے خلاف تھے۔ جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ کس مذہبی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ جواب دیتے تھے کہ میں عام اور سادہ مسلمان ہوں۔۲۸ انھوں نے کسی بھی مذہبی فرقے سے تعصب نہیں رکھا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کوئٹہ میں کئی مسلم تنظیموں کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایاکہ مسلمان چاہئے سنی ہو، شیعہ ہو، وہابی ہو یا صوفی، تمام ایک اللہ،ایک کتاب اور ایک پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں، اور یہ کہ مسلمان منقسم نہیں رہ سکتے۲۹۔ جناح نے اگرچہ اپنے آپ کو کبھی بھی مذہبی قائد تصور نہیں کیا لیکن انھوں نے اپنی آخری سانس تک پیغمبر کی زندگی کو اپنا شعار بنائے رکھا۳۰۔ اُن کا خیال تھا کہ انقلاب ایمانداری، خلوص نیت اور محنت سے جاسکتا ہے۔ جنوری ۱۹۳۸ء میں انھوں نے حضرت محمدﷺ کی اسلام کی اشاعت کے لئے جدوجہد کی طرف اشارہ کرتے ہوے کہا کہ جب پیغمبرﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس وقت دنیا میں وہ بالکل اکیلے تھے،اپنی ایمانی قوت سے انہوں نے پوری دنیا کو چیلنج کیا اور بہت ہی مختصر وقت میں قرآن کی بدولت پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ اگر مسلمان بھی وہ ایمان، تنظیم، نظم و ضبط اورقربانی کی وہ قوت حاصل کریں تو تمام دنیا کی معاندانہ قوتوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۳۱۔

اسی سال انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تو ۱۳۰۰ سال سے چلتی آ رہی ہے۔۱۳۰۰سال قبل جب ہمارے پیغمبرﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تواایک مسلمان بھی موجودنہیں تھا، ۲۰سال میں پیغمبرﷺ نے عرب، مصر اور یورپ میں نہ صرف دین اسلام کے سچے عقیدے کو پھیلایا بلکہ ان تمام اقوام اور علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔۳۲

زندگی کے ہر شعبہ میں پیغمبر اور قرآن کا اتباع کرنا مسلمان کی زندگی کے بنیادی

اصول ہیں۔ یہاں تک ریاستی معاملات اور سیاست میں بھی قرآن اور اللہ کے پیغمبر نے بالخصوص مسلمانوں اور بالعموم پوری انسانیت کو جو طریقہ سکھایا ہے ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں قائداعظم نے سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) کے طلباء فیڈریشن کو ۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو ایک پیغام دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں ایک پیغام دوں؛ تو میں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں؟ ہمیں تو اپنی رہنمائی اور روشن خیالی کے لئے قرآن میں عظیم الشان پیغام دیا گیا ہے۔۳۳ اس طرح کولمبو اخبار، مسلم ویوز (Muslim Views) کے مدیر کو بمبئ میں ۵ فروری ۱۹۴۵ء کو حضورﷺ کی یوم ولادت کے موقع پر پیغام دیتے ہوے کہا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہو اس کو اپنی زندگی ان اسلامی روایات کے مطابق ڈھالنا چاہئے جو ہمیں پیغمبر خدا کے ذریعے سے پہنچے ہیں۔۳۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو کراچی میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں آپ نے کہا کہ وہ کونسا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کونسا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ،وہ چٹان ،وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔۳۵ ایک دفعہ انہوں نے میاں بشیراحمد کو کہا کہ ہمیں مایوس اور دل شکستہ نہیں ہونا چاہیے،جب ہمیں رہنمائی کے لئے یہ عظیم کتاب (قرآن) ملی ہے۔۳۶

اسلام کی تعلیمات صرف مذہبی اوراخلاقی امور تک محدود نہیں ہیں بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ ۱۹۴۵ء کو عید کے ایک پیغام میں جناح نے کہا کہ مذہبی، معاشرتی، اقتصادی،عسکری، عدالتی اور سزا و جزا کے لئے ایک ضابطہ ہونے کے ناطے اسلام نہ صرف مذہبی رسومات کا نام ہے بلکہ یہ روز مرہ زندگی کے تمام افعال مثلاً روح کی بخشش سے جسم کی صحت تک، تمام افراد کے حقوق سے ہر فرد کے حقوق تک، اخلاقیات سے جرم تک،دنیا کی سزا سے آخرت کی سزا تک کے لئے نظام فراہم کرتا ہے۳۷۔

جناح نے نوجوانانِ مسلم قوم کو نہ صرف آزادی کے حصول کے لئے تگ و دوکرنے

کی تاکید کی بلکہ تکنیکی، اقتصادی، اور سائنسی تعلیم کے حصول کے لئے بھی نصیحت کی۔تعلیم کے حصول پر جناح نے دو وجوہات کی بنا پر توجہ دی۔ایک تو اسلام تعلیم کے حصول پر بہت زور دیتا ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ مغربی دنیا کی ترقی، عوام کی تعلیمی ترقی سے وا بستہ تھی۔۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء کو مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں ایک تقریر میں مسلم نوجوانوں سے اپیل کی کہ تعلیم حاصل کرو کیونکہ یہ ہماری قوم کی موت و حیات کا معاملہ ہے۔حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوے کہا کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے۔۳۸ وہ ملک کا نظام چلانے کے لئے بھی اسلامی قوانین اور اسلامی آئین کے خواہاں تھے۔اسلامیہ کالج پشاور کے طلباء سے خطاب کے دوران کہا کہ مسلم لیگ کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ان علاقوں میں ریاست تشکیل دینا ہے، جہاں وہ اکثریت میں ہیں تاکہ وہ وہاں اسلامی قوانین کے تحت حکومت کر سکیں۔نومبر ۱۹۴۵ء کو جمعیّت علمائے اسلام کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر جناح نے بادشاہی مسجد لاہور کے امام مولانا غلام مرشد سے ملاقات کی اور ان کو یہ یقین دہانی کرائی کہ مقدس کتاب قرآن کی تعلیمات ہی مسلم ریاست میں قانون کی بنیاد ہوگی۔۳۹

نومبر ۱۹۴۵ء کو جناح نے پیرآف مانکی شریف کو ایک خط میں لکھا کہ دستور ساز اسمبلی جو اپنی ترکیب میں زیادہ تر مسلم نمائندوں پر مشتمل ہو گی، یہ کوئی ایسے قوانین نافذ نہیں کرے گی جو شریعت کے قوانین کے منافی ہوں اور یہ کہ مسلمانوں کو بھی غیراسلامی قوانین کی پاسداری کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔۴۰ اس طرح مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ جون ۱۹۴۷ء میں ایک ملاقات کے دوران یقین دہانی کرائی کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ کر دیا جائے گا۔۴۱ ایک دوسرے موقع پر کہا کہ پاکستان کا آئین جمہوری ہوگا جو اسلام کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہوگا۔ آج بھی ان اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پیشتر تھا۴۲۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کراچی کے خالق دینا ہال میں سرکاری افسران سے خطاب کے دوران قیام پاکستان کا مقصد بیان کرتے ہوے کہا:

پاکستان کا قیام جس کیلئے ہم گزشتہ دس برس سے مسلسل کوشش کر رہے تھے ،اب خدا کے فضل و کرم سے ایک حقیقت بن کر سامنے آچکا ہے۔ لیکن اپنے لئے اس آزاد مملکت کا قیام بذات خود مقصد نہیں تھا بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں اور جس میں ہم اپنے دین وثقافت کے مطابق نشوونما پاسکیں اور جہاں اسلام کے معاشرتی عدل و انصاف کے اصولوں کو آزادانہ طور پر روبہ عمل لایا جاسکے۴۳۔

چونکہ اسلام میں نظر یئے اور عمل میں کوئی تمیز نہیں، اس لئے قائداعظم مسلمانوں میں مجاہدین جیسا جذبہ چاہتے تھے جو موت سے نہیں ڈرتے کیونکہ ہمارا مذہب بھی ہمیں ہر وقت موت کے لئے تیار رہنے کا درس دیتا ہے۔ وہ ہر مسلمان کو اپنی قوم کے لئے اور پاکستان کو دنیا میں عظیم الشان مملکت بنانے کے لئے بڑی سی بڑی قربانی دینے کی ترغیب دیتے تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اپنی مقدس کتاب قران مجید سے رہنمائی اور روحانی قوت حاصل کرلیں تو آخری فتح ہماری ہوگی۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے اگر ضرورت پڑجائے تو ہمیں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔۴۴

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی دربار میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ ہماری نجات اس میں ہے کہ ہمارے عظیم قانون دان پیغمبر اسلام نے ہمیں جو قانون دیا ہے اس پر عمل کریں۔ آئیں کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد اسلامی تصوّرات اور اصولوں پر رکھیں۔ قادر مطلق ذات اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے کہ ریاست کے معاملات میں فیصلے کرنے کے لئے صلاح و مشورے سے کام لیا جائے۔۴۵ اس طرح چند دن بعد انھوں نے کہا کہ ہم مسلمان پیغمبر حضرت محمدﷺ کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ اسلامی بھائی چارے کے مطابق ہم حقوق، مرتبے اور عزت نفس کے لحاظ سے برابر ہیں۔۴۶ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو عیدمیلادالنبیؐ کے موقع پر کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلامی اصول آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں

جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ان لوگوں کو جنہیں گمراہ کیا جا رہا ہے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام سے کوئی خطرہ نہیں ۔موقع کی مناسبت سے حضرت محمدﷺ کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پیغمبرﷺ عظیم معلّم، قانون دان اور سیاست دان تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو وہ ہماری حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی عقائد کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ مسلمانوں کے لئے ضابطۂ حیات بھی ہے۔جو اس کی زندگی اور روش حتّٰی کہ سیاست، معاشیات اور اس قسم کے دوسرے شعبوں کو بھی مضبوط کرتا ہے۔ اسلام کی بنیاد عزت، احترام اور انصاف ومساوات اور ایک خدا کے عظیم الشان اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ برابری، آزادی اور اخوت کی خصوصیات اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔۴۷

صوبائیت

قائداعظم صوبائیت کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان کو صوبائیت کی بیماری سے نجات مل جائے۔کوئی بھی قوم اتحاد کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی۔ہم تمام پاکستانی ہیں اور ایک ریاست کے شہری ہیں۔اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس ریاست کو دنیا کی عظیم الشان اور خود مختار ریاست بنانے کے لئے اس کی خدمت کریں، اور اس کے لئے قربانی دیں۔۴۸ وہ اس بات کے قائل تھے کہ اسلام میں قومیت اور قبیلے کی تعصب رکھنے سے اتحاد کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ اس مذہب میں حبشہ کے حضرت بلالؓ اور قریش کے حضرت عمرؓ برابر ہیں۔ اسلام میں برتری صرف تقویٰ کو حاصل ہے، نہ کہ رنگ ونسل، ذات، زبان اور قبیلے کو۔ قائداعظم سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی کے تصور کے خلاف تھے۔ اتحاد و اتفاق پر زور دیتے ہوئے ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو گورنر ہاؤس پشاور میں قبائلی جرگہ سے خطاب کے دوران کہا کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے، اسلام کے خادم کی حیثیت سے کیا ہے۔ ہم مسلمان ایک خدا، ایک کتاب قران مجید اور ایک پیغمبر پر ایمان رکھتے

ہیں، پس ضروری ہے کہ ہم ایک قوم کی طرح متحد ہوں۔۵۰

معاشیات

کسی بھی ملک کی معاشی اور اقتصادی ترقی اس کی سیاسی اور معاشرتی ترقی کا ضامن ہے۔ قائداعظم پاکستان کی اقتصادی اور صنعتی ترقی کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے کہا کہ کوئی بھی آزاد ملک مال کی چاہت کے لئے تنزل کا شکار نہیں ہوتا۔ میں اپنے ملک کے ایک ایک انچ کے لئے بھی لڑوں گا۔ ۵۱ قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کے لئے ایک ایسا اقتصادی اور معاشی نظام چاہتے تھے جو اسلام کے عدل وانصاف اور مساوات جیسے اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہو۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام دولت کی منصفانہ تقسیم پر یقین رکھتا ہے، اور یہ کہ ملک کی دولت میں ہر شہری کا برابر اور مناسب حصہ ہو۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پیش نظر مقصد یہ ہے کہ یہاں کے عوام خوشحالی اور اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں۔ اس مقصد کا حصول مغرب کا اقتصادی نظام اپنانے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس نظام نے انسانیت کیلئے انتہائی کٹھن مسائل کو جنم دیا ہے۔یہ نظام عوام کو انصاف فراہم کرنے میں ناکام ہو چکا ہے، یہ دو عالمی جنگوں کا بھی ذمہ دار ہے۔اس لئے ہمیں دنیا کے لئے ایک ایسے اقتصادی نظام کو متعارف کرنا ہوگا، جو اسلام کے سچے تصوّر پر مبنی ہو ،جہاں افراد کی برابری اور معاشرتی انصاف ہو۔ اس اسلامی نظام کے ذریعے ہم مسلمان اپنے مقصد کو پورا کر سکیں گے اور انسانیت کو امن کا پیغام دے کر ان کے لئے خوشی ،فلاح و بہبود اور خوشحالی حاصل کر سکیں گے۔۵۲

ارکانِ اسلام اور قائداعظم

قائداعظم کے دل میں ارکان اسلام کے لئے بڑی قدر و منزلت تھی۔وہ اسلام، قرآن، روزہ ،نماز اور حج کی عظمت سے واقف تھے۔ آپ نے جوانی میں روزہ رکھنے کا اہتمام کیا۔ہاتم اے علوی کہتے ہیں کہ جب قائد اعظم اگست ۱۹۴۶ء کو عام انتخابات کی مہم

کے لئے کراچی آئے تو یہ رمضان کا مہینہ تھا۔میں روزانہ ان سے ملنے جاتا تھا۔انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میرا روزہ ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ قائداعظم نے کہا کہ جوانی میں روزے رکھتا تھا مگر اب عمر اور خراب صحت کی وجہ سے میں روزے رکھنے کے قابل نہیں ہوں۔۵۳ ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو عیدالفطر کے موقع پر آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے اپنی ایک نشری تقریر میں کہا کہ رمضان کا مہینہ ہمیں پیغمبر کے ذریعے ملا ہے جو ہمیں عمل کرنے کی ضروری طاقت فراہم کرتا ہے۔قرآن نے نماز اور زندگی کے درمیان ایک حقیقی اور قریبی تعلق بتایا ہے۔ ہمیں روزانہ پانچ مرتبہ محلّے کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں پھر نماز جمعہ کے لئے اور سال میں دو مرتبہ عید کی نماز ادا کرنے کے لئے ایک بڑی مسجد یا میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ اس طرح دنیا بھر سے مسلمان اللہ کی ملاقات اور حج ادا کرنے کے لئے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں۔قرآن میں انسان کو خدا کا خلیفہ کہا گیا ہے۔ اگر انسان کا یہ ذکرکسی اہمیت کا حامل ہے تو ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات پرعمل کریں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ اس طرح سلوک کریں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔۵۴ اس طرح ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو عید کے ایک پیغام میں رمضان کی اہمیت اور سالمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مہینہ روزے رکھنے، نماز پڑھنے اور خدا سے قربت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا ۔یہ ایک روحانی عبادت ہے جس کا مسلمان کوحکم دیا گیا ہے، لیکن اس فرض کی ادائیگی کی اہمیت اخلاقی شعبہ سے وابستہ ہے۔ اسطرح اس کی معاشرتی اور طبعی اہمیت بھی کسی درجے کم نہیں۔ یہ مسلمان کو سکھاتی ہے کہ بھوک کیا چیز ہے۔ روزہ تمہیں یہ درس دیتا ہے کہ غربت و افلاس کے لئے تیار رہنا چاہیے اور فرض کی انجام دہی میں سخت آزمائش سے گزرنا پڑتاہے۔۵۵ نماز کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے قائد نے کہا کہ ہر روز امیر و غریب، بڑا اور چھوٹا جو ایک علاقے میں رہتے ہیں، انسانیت کی کامل برابری کے لحاظ سے مسجد میں پانچ مرتبہ حاضر ہوتے ہیں۔ اور یوں نماز کے ذریعے سے ایک مضبوط معاشرتی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔تم نے پورے مہینے رمضان کے روزے رکھے اور اب عیدالفطرآئی

ہے ۔۔۔تمہیں خدا کا شکر بجا لانا چاہئے کہ اس نے ہمیں یہ فرض نبھانے کے قابل بنایا اور ہمیں وہ قربانی دینے کی استطاعت عطا فرمائی جو وہ ہم سے چاہتے تھے۔ آئیں ایک دوسری قربانی کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار رکھیں اور وہ قربانی یہ ہے کہ ہم اس ملک میں اپنی قوم کے لئے کام کریں۔آئیں اللہ رب العزت سے دعا مانگیں کہ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اس آزمائش پر پورا اتریں۔۵۶

اکتوبر۱۹۴۲ء کو عیدالفطر کے موقع پر مسلمانوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے تمام دیگر تہوار اسلام کے عالمگیر تہوار ہیں جو دنیا کے تمام ممالک اور علاقوں میں منائے جاتے ہیں۔عیدالفطر اتحاد ،بھائی چارے، اور اقتصاد کی علامت ہے۵۷۔ قائداعظم کو اس بات کا علم تھا کہ ماہ رمضان صبروتحمل، اعتماد، قربانی اور اتحاد کا مہینہ ہے۔۱۸ ستمبر۱۹۴۴ء کو ایک بار پھر عید کے موقع پر پیغام دیتے ہوئے کہا:

> اس مبارک اور خوشی کے موقع پر ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو عید مبارک کہتا ہوں۔ رمضان کا مقدس مہینہ ختم ہوا،اور اس کڑی آزمائش میں ایک مثالی صبر اور بھروسے کے ساتھ کامیابی سے سرخرو ہوئے ۔عید کی وہ صبح جس کے لئے تم انتہائی چاہت سے انتظار کر رہے تھے اب ہر مسلمان کے گھر میں خوشی سے منائی جا رہی ہے۔ آئیں دعا کریں کہ یہ عید ہمارے لئے امن اور خوشحالی لے کر آئے۔۵۸ رمضان کا مہینہ مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ سخت مشقت سے گزرنے اور قربانی دیئے بغیر مقصد کا حصول ممکن نہیں اور ہم مسلمانان ہند کے لئے ماہ رمضان میں ایک عظیم درس موجود ہے۔ہر مسلمان مرد،خواتین اور بچے اس مبارک دن یہ عہد کریں کہ ہم زندگی کے تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی شعبوں میں منظّم سپاہیوں کی طرح محنت کریں گے اور اپنی قوم کے لئے ایک ایسی جگہ بنائیں گے جو ہماری عظیم الشان ماضی اور تاریخی روایات کی آئینہ دار ہو۵۹۔

جہاں تک دو قومی نظریئے کا تعلق ہے،قائداعظم محمد علی جناح آغاز میں ہندومسلم اتحاد کے حامی تھے۔انھوں نے ہندومسلم اتحاد کے لئے اس حد تک کوشش کی کہ ہندومسلم اتحاد کے سفیر کہلائے جانے لگے،لیکن نہرو رپوٹ اور گول میز کانفرنس کے انعقاد کے بعد ہندومسلم اتحاد سے اس قدر مایوس ہوئے کہ دو قومی نظریئے کو ماننے پر مجبور ہو گئے۔ انھوں نے مسلم لیگ کو منظّم کیا اور مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کی۔ انہوں نے اسلام اور

اسلامی ثقافت کو اتحاد کا ذریعہ بنایا۔ ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ کو قانون ساز اسمبلی میں تقریر کے دوران کہا کہ آپ تعداد میں ہم سے زیادہ ہوں گے،آپ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہوں گے، آپ اقتصادی لحاظ سے بھی زیادہ طاقتور ہوں گے۔لیکن مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ آپ اس ثقافت کو کبھی بھی تباہ نہیں کر سکتے جو ہمیں ورثے میں ملا ہے۔وہ ثقافت ہے اسلامی ثقافت اور یہی ثقافت زندہ تھی، زندہ ہے اور رہے گی۶۱۔

قائداعظم نے مسلمانوں کو متحد اور مستحکم رہنے اور مسلم لیگ کے پروگرام اور پالیسی پر مضبوط رہنے کی اپیل کی کیونکہ یہ پارٹی صرف مسلمانوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں ایک قوم نہیں بستی بلکہ یہ مختلف اقوام اور نسلوں کی آماجگاہ ہے۔ہندو اور مسلمان نہ صرف مذہبی لحاظ سے مختلف اقوام ہیں بلکہ قانون اور ثقافت کے لحاظ سے بھی مختلف ہیں۔ہندومت میں فرقہ ورایت ہے جبکہ اسلام میں تمام انسان برابر ہیں۔۶۲ قائداعظم نے اس بات کی وضاحت گاندھی کو اپنے خطوط میں بھی کی۔ ۶مارچ ۱۹۴۰ء کومسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ایک خطاب کے دوران کہا کہ ایک چیز قطعی ہے اور وہ یہ کہ ہم اقلیت نہیں بلکہ اپنے نصب العین کے ساتھ ایک الگ قوم ہیں۔ جہاں تک میں اسلام کو سمجھتا ہوں ،یہ ایسی جمہوریت کا حامی نہیں جس میں صرف غیر مسلموں کی اکثریت کو اجازت دی جائے کہ وہ مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ کریں۔ مغربی طرز جمہوریت کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ ہم حکومت کے ایسے نظام کو تسلیم نہیں کر سکتے جس میں صرف غیر مسلموں کی عددی برتری ہم پر غالب اور حاکم رہے۶۳۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس لاہور کے منٹو پارک (اقبال پارک) قائداعظم کے زیر صدارت ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے صدارتی خطبے میں دو قومی نظریئے کی مکمل وضاحت کی کہ اسلام اور ہندومت صرف مذاہب کے نام نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں یہ دو مختلف سماجی نظام ہیں۔یہ محض ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم کی صورت میں اکھٹے رہ سکیں گے۔ ہندو اور مسلمان دو مختلف فلسفوں، سماجی رسومات اور ادبیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ نہ آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور نہ ہی اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے

ہیں۔دراصل وہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔ قومیت کی کسی بھی تعریف کی روسے مسلمان ایک قوم ہیں۔اس لئے ان کا اپنا وطن۔اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ہونی چاہئے۔۶۴

۱۴/اگست ۱۹۴۲ء کو بمبئی میں لندن کے روزنامہ ہیرالڈ(Daily Herald) کے مراسلہ نگار کیپٹن وکٹر تھامپسن(Captain Victor Thompson) کو انٹرویو دیتے ہوئے قائداعظم نے واضح الفاظ میں دو قومی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہندو گائے کی عبادت کرتے ہیں جب کہ مسلمان اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ہندو دکاندار ایک مسلمان کے ہاتھوں سے پیسے بھی نہیں لے گا۔یہ کاؤنٹر پر چھوڑنے ہوں گے اور دوکان کے مالکان دھونے کے بعد ان کو گلک(خزانہ) میں رکھیں گے، چونکہ متحد ہونے کا کوئی بھی ذریعہ نہیں اس لئے مطالبۂ پاکستان مسلمانوں کی آزادی کا واحد اور حقیقی راستہ ہے۔۶۸

قائداعظم مسلم لیگ کی تنظیم نو اور اس کے لئے فنڈ جمع کرنے کے لئے ہندوستان کے کونے کونے میں گئے۔مسلمانوں کومسلم لیگ کے جھنڈے تلے متحد کیا۔ دشمنوں کے حملے برداشت کئے،۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو لاہورکے ایک متعصّب خاکسار مسلم نوجوان رفیق صابر نے قائداعظمؒ پر حملہ کیا۔۶۹ اللہ تعالیٰ نے اس حادثے کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں قائداعظم کیلئے محبت اور بھی بڑھ گئی۔ مسلمانوں نے اپنے عظیم قائد سے محبت اور وفاداری کا بھر پور ثبوت دینے کے لئے ۱۳ اگست ۱۹۴۳ء کا دن ہندوستان بھر میں بطور یوم تشکر منایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عظیم لیڈر کی جان بخشی۔۷۰ اسکا مطلب ہے کہ مسلمانان ہند اپنے قائد پر اپنی زندگیاں نچھاور کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھے۔

یکم جولائی ۱۹۴۲ء کو بمبئی میں امریکی پریس کے نمائندے کو ایک انٹرویو میں مسلم قومیت کی واضح الفاظ میں تعریف کی۔انھوں نے کہا:

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بہت گہرا اور انمٹ فرق موجود ہیں۔ہم اپنے مخصوص ثقافت، تہذیب، زبان، ادب، فنون لطیفہ، نام، قوانین، اخلاقی اقدار، رسم و رواج، کلینڈر ،تاریخ، روایات اور صلاحیتوں، مختصر یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ کے لحاظ سے ایک منفرد

قوم ہیں۔بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کے لحاظ سے ہم ایک قوم ہیں۔۷۱ جب نومبر ۱۹۴۲ء میں قائداعظم محمد علی جناح سے پوچھا گیا کہ وہ پاکستان کیوں چاہتے ہیں؟ تو آپ کا جواب یہ تھا کہ مجھے اپنی تاریخ، اسلام، روایت، ثقافت اور زبان کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے، اور اس طرح تم بھی اپنے علاقوں میں مذہب اور روایات کے مطابق زندگی بسر کرو، تاکہ امن سے رہیں۷۲۔ دسمبر ۱۹۴۲ء کو ایک تقریر میں کہا کہ نہ ہی حکومت ہنداور نہ ہی انگریز حکومت ہمیں اپنے مقصد پاکستان سے ہٹا سکتی ہے ۔جو اب ہمارے ایمان کا جزبن گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر مجھے کوئی خوشی نہیں ہوگی اگر میں اس کے قیام کو اپنی زندگی میں دیکھوں۔۔۔میں اپنی خدمات کے سوا تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ میں مسلمانوں اور اسلام کی خدمت جاری رکھوں گا۔۷۳

قائداعظم نے اسلامی ریاست کے قیام پر اس قدر زور دیا کہ وہ اس کے لئے جان دینے تک تیار تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب مشکل وقت آئے گا تو سب سے پہلی گولی میرے سینے پر چلے گی۔۷۴ ۸/مارچ ۱۹۴۴ء کومسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلباء سے خطاب کے دوران کہا کہ پاکستان ہندوؤں کے اچھے یا برے سلوک کا نتیجہ نہیں ہے۔یہ پہلے ہی سے موجود تھا، مگر ان کو اس کا شعور نہیں تھا۔ پاکستان تو اسی دن وجود میں آیا تھا جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ جو نہی ایک ہندو نے اسلام قبول کیا تو وہ نہ صرف مذہبی بلکہ معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی لحاظ سے ایک الگ قوم بنا۔جہاں تک مسلمان کا تعلق ہے، تو اسلام نے اس پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اپنی شناخت اور انفرادیت کسی اجنبی معاشرے میں ضم نہ کریں۔ اول سے آخر تک کے زمانوں میں ہندو، ہندو رہے ہیں اور مسلمان ،مسلمان۔ انھوں نے اپنی ہستیوں کو کبھی بھی ضم نہیں کیا اور یہی حقیقت پاکستان کی بنیاد بنی۷۵۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو یوم پاکستان کے موقع پرآپ نے قیام پاکستان کا مقصد واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے پاکستان کا مقصد ہے ہمار ا دفاع، ہماری

نجات اور ہماری منزل۔ یہ وہ واحد راستہ ہے جو ہماری آزادی کو یقینی بنائے گا اسلام کی عزت اوروقار کو برقرار رکھے گا۔۷۶ اپنے مصمّم ارادے کو آشکار کرتے ہوئے جنوری ۱۹۴۵ء میں کہاکہ اگرہم متحد اورثابت قدم ہوں تو دنیا میں کوئی بھی ایسی طاقت نہیں جو ہمیں حصول پاکستان کے مقصد سے روک سکے۔اور مجھے یقین ہے کہ ہم لوگوں کی امیدوں سے بڑھ کر کامیابی حاصل کرلیں گے۔۷۷ ایک دوسرے موقع پر کہا کہ پاکستان میں ہماری نجات، عزت اور دفاع ہے۔اگر ناکام ہوگئے تو ہم اس قدر فنا ہو جائیں گے کہ برصغیر میں مسلمانوں اور اسلام کا نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا۔۷۸

فرنٹیئر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے ایک خطاب کے دوران کہاکہ اگر مسلمان باعزت اور باوقار لوگوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کے لئے لڑو، پاکستان کے لئے جیو اور اگر ضرورت پڑے تو اس کے حصول کے لئے جان قربان کرو، اگر ایسا نہیں تو مسلمان اور اسلام دونوں فنا ہو جائیں گے۔ ہم اپنی قوم میں نظم و ضبط پیدا کریں۔ ہم اپنی مشقت، مضبوط عزم اور ثابت قدمی سے اپنی قوم میں طاقت پیدا کرسکتے ہیں اور آزادی کے حصول میں نہ صرف ان کی مدد کرسکتے ہیں بلکہ اس آزادی کو برقرار رکھنے اور اپنی زندگی اسلامی تصورات اور اصولوں کے تحت بسر کرنے کے قابل بھی ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب صرف آزادی نہیں بلکہ یہ ایک مسلم نظریہ جس کی ہمیں حفاظت کر نی ہے۔۷۹

اس طرح نومبر ۱۹۴۵ء کو فرنٹیئر مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اپنے ضابطہء حیات، ثقافت، روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر نے کیلئے کیا۔۸۰ آپ نے ایڈورڈز کالج پشاور میں طلباء سے کہا: ہم دو بڑی قومیں نہ صرف مذہبی طور پر مختلف ہیں بلکہ ہم مختلف ثقافتیں ہیں۔ہمارا مذہب ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ جو ہر شعبۂ زندگی میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان تصوّرات کے مطابق زندگی بسر کریں۔۸۱

۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے دستورساز اسمبلی میں جو تقریر کی، کچھ

مخالفین اس کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق قائداعظم نے اس تقریر میں دو قومی نظریے کو ترک کر دیا۸۲۔ اور وہ پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے۔ اصل میں قائداعظم نے اس تقریر میں ریاست کے تمام لوگوں کو برابر کے شہری ہونے کا احساس دلایا۔ انھوں نے کہا کہ مسلمان اور غیر مسلم تمام اس ملک کے برابر کے شہری ہیں۔یہاں تک کہ قیام پاکستان سے قبل بھی انھوں نے غیر مسلموں کے حقوق و مفادات کے تحفظ پر زور دیا۔ نومبر ۱۹۴۱ء میں انھوں نے کہا، اسلام انصاف، برابری، مساوات، بُردباری اور غیر مسلموں کے ساتھ حُسن سلوک کا درس دیتا ہے۔ غیر مسلم ہمارے بھائیوں کی طرح ہیں جو ریاست کے برابر کے شہری ہوں گے۔۸۳

خلاصۂ کلام

قائداعظم کے تصوّر اسلام اور پاکستان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ سیکولر ریاست کے قیام کے حق میں نہ تھے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قائداعظم نے ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔مسلمانان ہند کے لئے انھوں نے جو قربانیاں دیں اور قیام پاکستان کے حصول کے لئے جو مصائب برداشت کئے، تاریخ انھیں کبھی فراموش نہیں کرے گی۔بے شک وہ بابائے قوم اور معمار پاکستان ہیں۔بقول اقبال:

اترے مسیح بن کے محمد علی جناح

۱۴راگست ۱۹۴۸ء کے موقع پر قائداعظم نے قوم کو آخری پیغام دیا اور کہا کہ قیام پاکستان ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال دنیا میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ یہ دنیا کے بڑے مسلم ممالک میں سے ہے۔۸٦ قران گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو رحم کی نگاہ سے دیکھا تو اُن کو آزادی جیسی عظیم نعمت عطا کی اور انھیں زمین پر حکمران بنایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتاہے کہ پاکستان، مسلمانان ہند پر اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے جس کا حصول قائداعظم کی ولولہ انگیز اور بے لوث قیادت کی بدولت ممکن ہوا۔

حوالہ جات

1. Stanley Wolpert, *Jinnah of Pakistan*, (Karachi: Oxford university Press, 1984),p. 26
2. Hector Bolitho, *Jinnah: Creator of Pakistan,* (Karachi: Oxford University Press, 1954), p. 57
3. Sharif Al-Mujahid, *Quaid-i-Azam Jinnah: Studies in Interpretation*, (Karachi: Quaid-i-Azam Academy, 1981), pp.1-2
4. M.H. Saiyid, *Mohammad Ali Jinnah, A Political Study*, (Karachi: Elite Publishers Limited 1970), p.37
5. Wolpert, p.51
6. K.B. Sayeed, *Pakistan: The Formative Phase 1857-1948*, (Karachi: Oxford University Press,1968), pp. 72-73
7. Syed Sharifuddin Pirzada, *Quaid's Correspondence*, (Rawalpindi: Service Book Club, 1987), pp. 233-34
8. Wolpert, p.133

۹۔ سید حسن ریاض، پاکستان ناگزیر تھا، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ ،کراچی یونیورسٹی، ۱۹۶۷ء، ص ۱۸۳

10. Jamil-ud-Din Ahmad, *Quaid-i-Azam as Seen by His Contemporaries*(Lahore: Publishers United Ltd., 1966), p. 209
11. Letters of Iqbal to Jinnah (Lahore: Sheikh Muhammad Ashraf, 1968), see the Letter dated June 21, 1937).
12. Wolpert, p.vii
13. Sayeed, p.11
14. Ahmad, *Quaid-i-Azam as Seen by His Contemporaries, p. 189*
15. *Muhammad Rafique Afzal,* ed., *Selected Speeches and statements of the Quaid-i-Azam M.A. Jinnah, 1911-34 & 1947-48*, 2nd ed., (Lahore: Research Society of Pakistan 1973), p. 445
16. Waheed-uz-Zaman*, Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah: Myth and Reality,* 2nd ed., (Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research, 1985), p.1
17. Waheed Ahmad, ed., *Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: The Nation's Voice; United We Win; Annotated Speeches and Statements, April 1940-April 1942,* Vol. II, (Karachi: Quaid-i-Azam Academy,

1996), p. 280.

۱۸۔ حسن ریاض، ص ۵۷۵

19. Waheed-uz-Zaman, p. 2
20. Wolpert, 53
21. Afzal, p. 249
22. Waheed Ahmad, ed., *Quaid-i-Azam Muhammad Ali: The Nation's Voice, Towards Consolidation: Speeches and Statements, March 1936- March 1940,* (Karachi: Quaid-i-Azam Academy 1992), pp.13-14
23. Ibid., p. 382
24. Micheal Brecher, *Nehru: A Political Biography,* (London: Oxford University Press, 1959), p. 231
25. Chaudhri Muhammad Ali, *The Emergence of Pakistan,* (Lahore:Research Society of Pakistan, 1967), p. 29
26. Jamil-ud-Din Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah,* Vol.I (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1968), p. 25
27. Syed Sharif-ud-din Pirzada, *Foundations of Pakistan: All India Muslim League Documents,* 1906-1947, Vol.II, (Karachi: National Publishing House 1969), pp. 265-73
28. Riaz Ahmad, *Quaid-i-Azam's Perception of Islam and Pakistan,* (Rawalpindi, Alvi Publishers, 1990), p. 17
29. Ibid., pp . 17-18
30. Saleem Qureshi, ed., *Jinnah The Founder of Pakistan*, (Karachi: Oxford University Press, 1998, p.6
31. Ahmad, ed., *Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, The Nation's Voice, Towards Consolidation*, pp, 213-14
32. Ibid., pp. 227-28
33. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. I, p. 490
34. Waheed Ahmad, ed., *Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah: The Nation's Voice, Towards the Popular Verdict: Annotated Speeches, Statements and Interviews, November 1944-April 1946*, Vol. IV (Karachi: Quaid-i-Azam Academy, 2000), p. 59
35. Pirzada, Vol. II, p. 481
36. Ahmad, *Quaid-i-Azam as`Seen by His Contemporaries*, p.21

37. Ahmad, Speeches and Writings of Mr. Jinnah, Vol.II, pp. 208-9
38. Ibid., ppp159-61
39. Waheed-uz-Zaman, p. 36
40. Pirzada, *Quaid's Correspondence*, p. 320
41. Waheed-uz-Zaman, p. 36
42. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. II, p. 463
43. Ibid., p. 415
44. Ibid., pp. 422-25
45. Ibid., p. 453
46. Ibid., 456
47. Afzal, p. 456
48. Ibid., 455
49. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. II, p. 488
50. Ibid., p.534
51. Ahmad, *Quaid-i-Azam as`Seen by His Contemporaries*, p. 57
52. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. II, p. 567
53. Ahmad, *Quaid-i-Azam as`Seen by His Contemporaries*, pp. 59-68
54. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. I, pp. 100-04
55. Ibid., pp. 317-18
56. Ibid., pp. 318-19
57. Ibid., pp. 435-36
58. Ibid., Vol.II, pp. 150-51
59. Ibid., pp. 317-18
60. Ibid., pp. 207-10
61. Ibid., Vol. I, pp. 89-90
62. Ibid., pp. 122-23
63. Ibid., pp. 145-48
64. Pirzada, Vol.II, pp. 337-39
65. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol. I, p. 253
66. Ibid., p. 303
67. Ibid., p. 309
68. Ibid., pp. 423-25
69. Wolpert, p. 224
70. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah,* Vol. I, pp. 543-44

71. Ibid., p. 405
72. Ibid., pp. 458-59
73. Ibid., pp. 476-78
74. Ibid., p. 218
75. Ibid., Vol. II, p. 2
76. Ibid., p. 28
77. Ibid., p. 165
78. Ibid., p. 168
79. Ibid., pp. 174-75
80. Ibid., p. 237
81. Ibid., p. 248
82. Waheed-uz-Zaman, p
83. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah*, Vol.I, p. 326
84. K.B. Sayeed, p. 204
85. M. Haneef Shahid, ed., *Tributes to Quaid-i-Azam*, 2nd., ed., (Lahore: Sang-e-Meel Publications 1983), p. 214
86. Ahmad, *Speeches and Writings of Mr. Jinnah,* Vol. II, p. 571

NIHCR

MUSLIM ARCHITECTURE IN PAKISTAN

Aspects of Figural Representation

Shaikh Khurshid Hasan